مخطوطاتِ کتب خانہ دارالعلوم دیوبند

(از جناب سید محبوب صاحب رضوی کیٹیلاگر کتب خانہ دارالعلوم)

اگرچہ دارالعلوم دیوبند کے کتب خانہ میں نوادر مخطوطات کے جمع کرنے کا کوئی خاص اہتمام نہیں ہے تاہم وہاں مختلف اربابِ علم کے عطیات کی وجہ سے بعض عمدہ مخطوطات کا ایک اچھا ذخیرہ جمع ہو ذیل کے مضمون میں صاحبِ مضمون انھیں مخطوطات سے متعارف کرانا چاہتے ہیں۔ اُمید ہے کہ اربابِ ذوق اس کو دلچسپی سے پڑھینگے۔ "برہان"

دارالعلوم دیوبند ۱۲۸۳ھ / ۱۸۶۶ء میں قائم ہوا۔ دنیا میں غالباً یہ سب سے پہلا قومی اور تعلیمی ادارہ ہے جس کے مصارف کی بنیاد عوام کے چندہ پر رکھی گئی۔ تعلیمی دنیا میں عربی درس گاہوں کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ اُن میں تعلیم مفت دی جاتی رہی ہے۔ حتیٰ کہ طلبار کے مایحتاج کا بار بھی درسگاہوں کے ذمہ رہا ہے۔ طلبار کی سب سے بڑی ضرورت کتابوں کا بہم پہنچنا ہے، جس کے بغیر علم کی تکمیل قطعاً غیر ممکن ہے، چنانچہ اربابِ دارالعلوم نے عام چندہ کیساتھ فراہمی کتب کا سلسلہ بھی شروع کر دیا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہندوستان میں پریس چلا ہی چلا تھا۔ کتابیں کمیاب اور اُن کی قیمتیں گراں تھیں، اس لئے ابتدار یہ صورت اختیار کی گئی کہ مقامی علم دوست حضرات سے طلبار کے پڑھنے کے لئے کتابیں کچھ عرصہ کے لئے مستعار لے لی گئیں، ان میں درسی کتب بھی تھیں اور غیر درسی بھی۔ اساتذہ اور طلبار کی ترقی علم اور معلوماتِ عامہ کے لئے عام غیر درسی کتب کی فراہمی بھی اُسی قدر ضروری ہے جتنی کہ درسی کتب کی۔ چنانچہ اربابِ دارالعلوم نے ملک سے اپیل بھی کی۔ ملک نے دارالعلوم کی اس آواز کو لبیک کہا اور کتب کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا، جن لوگوں کے پاس کتب کا ذخیرہ موجود تھا۔ اُنھوں نے کتابیں دیں اور جن کے پاس کتابیں نہیں

تھیں اور وہ کتب خانہ کی مدد کرنا چاہتے تھے انھوں نے خرید اور فراہمی کتب کے لئے نقد روپیہ سے امداد کی۔ اور الحمدللہ کہ یہ سلسلہ تاحال جاری ہے، کتب خانہ میں ایک عظیم تعداد ان کتب کی بھی ہے جو سلطان رشاد خاں اعلیحضرت نظام دکن، سلطان ابن سعود اور موجودہ حکومت مستقلہ افغانستان کی کتب خانہ کی عطا کردہ ہیں۔

اب کتب خانہ دارالعلوم میں ایک عظیم الشان ذخیرہ کتب کا موجود ہے۔ جس میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے، کتب کی تعداد پچاس ہزار سے متجاوز ہو چکی ہے (یہ تعداد ان کتب کے علاوہ ہے جو ہر سال جلسہ تقسیم انعامات کے موقعہ پر ہزار ہا کی تعداد میں بمد انعام طلبہ، دارالعلوم کو موصول ہوتی رہی ہیں) کتب کی یہ وہ تعداد ہے جس میں ہندوستان کے بہت کم کتب خانے دارالعلوم کے کتب خانہ کی برابری کر سکتے ہیں گو اس میں ایک بڑی تعداد درسی کتب کی بھی شامل ہے اور ایک ایک کتاب کے ڈیڑھ ڈیڑھ سو اور دو دو سو نسخے بھی ہیں: تاہم وہ تعداد بھی جو درسیات کے علاوہ ہے کچھ کم نہیں ہے۔ ایسی کتابوں کی تعداد جو مختلف علوم وفنون پر مشتمل ہے۔ بیس ہزار کے قریب ہے۔ ان میں مطبوعہ کتب بھی ہیں اور قلمی بھی ہیں، کمیاب بھی ہیں اور نادر الوجود بھی۔ بعض کتب فن خطاطی کے لحاظ سے قابل تعریف ہیں تو بعض اپنی قدامت تحریر کے اعتبار سے لائق توجہ ہیں بعض کتب مصنفین کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ہیں، اور بعض کتب نقاشی اور مصوری میں اپنا جواب نہیں رکھتیں، بعض کتب شاہی کتب خانوں کی زینت رہ چکی ہیں اور اس لئے تاریخی اہمیت کی مالک ہیں اور بعض وہ ہیں جو مصنف کے اصل نسخہ سے منقول ہیں۔ چند کتب ایسی بھی ہیں جن کے متعلق وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ ان کی نقل آج دنیا کے کسی کتب خانہ میں نہیں ہے

لغت کے اعتبار سے یہ کتب مختلف زبانوں کی ہیں اور گو بڑا ذخیرہ عربی، فارسی اور اردو میں ہے تاہم عبرانی، ترکی، لاطینی، انگریزی، گجراتی، سندھی، پنجابی اور پشتو، سنسکرت، ہندی اور بھاکا وغیرہ زبانوں کی کتابیں بھی کافی تعداد میں موجود ہیں۔

تقسیم کتب کتب خانہ دارالعلوم میں عام مشرقی کتب خانوں کی طرح کتب کی تقسیم فن وار ہے، یعنی ایک فن وموضوع سے تعلق رکھنے والی تمام کتب خواہ وہ کسی زبان میں ہوں اُس فن کے تحت میں رکھی جاتی ہیں۔ دارالعلوم

کتب خانہ بڑے بڑے ۲۸ فنون پر منقسم ہے۔ کتب خانہ کی عمارت تنگ اور ناکافی ہوجانے کی وجہ سے اکثر فنون میں اُن کے مناسب فنون کو شامل کردینا پڑا ہے، مثلاً تاریخ میں محاضرات، سِیَر، سیرت، مناقب، سفرنامہ اور جغرافیہ وغیرہ مستقل فنون شامل ہیں۔ یا مثلاً طب میں طب قدیم وطب جدید (ڈاکٹری) کیمیا اور بیطاری کی کتب مختلط ہیں غرضکہ ہر فن میں کم وبیش یہی صورت ہے۔ کتب کا یہ اختلاط وشمول اس وقت تک دور نہیں ہوسکتا جب تک کہ کتب خانہ کے لئے وسیع عمارت اور کافی جگہ نہ ہو۔

ذیل میں فن وار کتب کے اعداد شمار پیش ہیں جن سے ہر ایک فن کی علیحدہ علیحدہ کتب کی تعداد معلوم ہوسکتی ہے۔

(۱) تفسیر۔ واصول تفسیر۔ علوم القرآن	۱۳۴۲
(۲) تجوید وقرأت وغیرہ	۱۹۸
(۳) اوراد ووظائف	۱۱۲
(۴) حدیث واصول حدیث	۲۱۵۵
(۵) رجال	۲۱۲
(۶) اصول فقہ	۱۴۹
(۷) فقہ	۱۸۲۳
(۸) فرائض	۲۱۱
(۹) عقائد وکلام	۵۴۷
(۱۰) تاریخ۔ جغرافیہ وغیرہ	۲۲۹۹
(۱۱) تصوف	۱۳۳۹
(۱۲) اخلاق	۷۷

(۱۳) وعظ	۴۱۶
(۱۴) طب قدیم وجدید وعلم الکیمیا وغیرہ	۵۰۳
(۱۵) فلسفہ	۱۰۲
(۱۶) منطق	۲۹۳
(۱۷) ہیئت	۴۰
(۱۸) ریاضی	۲۶۴
(۱۹) مناظرہ۔ مذاہب وغیرہ	۴۱۴۱
(۲۰) صرف	۳۵۹
(۲۱) نحو	۳۸۳
(۲۲) معانی وبیان	۸۹
(۲۳) عروض	۴۰
(۲۴) لغت	۴۵۸
(۲۵) ادب عربی	۵۱۶
(۲۶) ادب فارسی	۷۳۳
(۲۷) ادب اُردو	۳۶۳
(۲۸) علوم شتّیٰ (متفرقات)	۵۰۰
میزان کل	۱۹۶۶۲

عمارت احاطۂ دارالعلوم کے گوشۂ جنوب وشرق میں قدیم صدر دروازہ کے متصل دوسری منزل پر کتب خانہ کی عظیم الشان عمارت واقع ہے یہ عمارت چار وسیع کمروں پر منقسم ہے، پہلے دو کمرے ۱۳۲۶ھ میں بن کر تیار ہوئے

ر میں حسب ضرورت دو کمروں کا اضافہ کئے بعد دیگرے عمل میں آیا، کمروں کی تفصیل یہ ہے :۔

(۱) صدر کمرہ کا طول ۴۳ فیٹ اور عرض ۲۰ فیٹ ۶ انچ ہے۔

(۲) صدر کمرہ کے برابر کا کمرہ جو غربی جانب ہے ۲۰ فیٹ طویل اور ۱۸ فیٹ عریض ہے۔

(۳) تیسرا وسطی کمرہ جو غربی کمرہ کے جنوبی سمت میں ہے ۲۴ فیٹ ۹ انچ لانبا اور ۱۱ فیٹ ۶ انچ چوڑا ہے

(۴) چوتھا کمرہ جس کو کتب خانہ کا غربی کمرہ کہنا موزوں ہوگا ۲۳ فیٹ طویل اور ۱۵ فیٹ ۶ انچ عریض

ے۔ ہر ایک کمرہ میں فرش سے چھت تک لانبی چوبی الماریاں لگی ہوئی ہیں۔ صدر کمرہ کی الماریوں میں ہر ایک میں

ھانے ہیں۔ چھٹے خانہ پر آہنی گیلری لگی ہوئی ہے اوپر کی کتابیں گیلری پر چڑھ کر رکھی اور نکالی جاتی ہیں۔ غربی

و کی الماریوں میں ۸۔ ۸ وسطی میں ۷۔ ۷ اور جنوبی میں ۶۔ ۶ خانے ہیں۔ ان کمروں میں کتابیں رکھنے کے لئے

ی نہیں ہے۔ ہر ایک کمرہ میں بقدر ضرورت برقی قمقمے لگے ہوئے ہیں، جن سے بر وقت ضرورت روشنی کا کام

جاتا ہے۔ صدر کمرہ اور جنوبی کمرہ میں غیر درسی کتب اور غربی اور وسطی میں درسیات رکھی جاتی ہیں۔

ظام و انصرام نوعیت کے لحاظ سے کتب خانہ دار العلوم میں دو قسم کی کتابیں ہیں (۱) موقوفہ (۲) خرید

ہ۔ ہر دو قسم کی کتب کا فہرست عمومی میں اندراج کیا جاتا ہے، اس فہرست میں حسب ضرورت ۹ خانے ہیں۔

ں میں کتاب کا نمبر، اسمار مدخلین، علم، لغت، اسمار مصنفین۔ حاشیہ (اگر کتاب پر ہو) مطبع کا نام اگر کتاب قلمی ہوتی

ہ و سنہ کتابت اور کاتب کا نام لکھا جاتا ہے، آخری خانہ تعداد اوراق کتاب کا ہے۔ یہیں کتب پر مقررہ

لکھے جاتے ہیں اور کتب خانہ کی مہر لگائی جاتی ہے۔

چند سالوں سے فن وار فہرستیں بھی تیار ہوگئی ہیں جن پر کتابوں کے نام، پتہ (جہاں کتاب رکھی ہوئی ہے)

نفین کے اسمار، لغت کتاب، مطبوعہ یا قلمی وغیرہ کتاب سے متعلق ضروری کیفیات لکھی ہوتی ہیں اور ان فہرستوں

بھی یہ سہولت رکھی گئی ہے کہ ہر ایک فن کی کتب کو حروف ہجا پر تقسیم کر دیا گیا ہے، چنانچہ ان فہرستوں کے ذریعہ

کتاب تلاش کرنے اور نکالنے میں بڑی آسانی ہوگئی ہے، نیز اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کس کتاب کے

کس قدر نسخے کتب خانہ میں ہیں اگرچہ اس قسم کی فہرستوں کا کتب خانوں میں عام رواج ہے مگر دار العلوم کے کتب خا
میں یہ سلسلہ پچھلے چند سالوں ہی سے قائم ہوا ہے۔

تمام کتب خواہ وہ درسی ہوں یا تمام غیر درسی اپنی اپنی مقررہ جگہ پر نہایت صفائی اور قرینہ سے رکھی
ہیں۔ کتب خانہ دار العلوم کے نظم ونسق کو قائم رکھنے کے لئے ایک ناظم ہے۔

کتب کا اندراج اور فن وار تقسیم کرنے، کتب کی چٹیں لکھنے، اساتذہ کرام اور طلبار کو کتب دینے ر
سال دس بارہ ہزار کے قریب دی اور واپس لی جاتی ہیں، تجلید کرانے وغیرہ وغیرہ امور کی انجام دہی کے لئے دو
ہیں۔ کتابوں کے رکھنے اور اٹھانے، کتب خانہ اور کتابوں کی صفائی، کرنے کتب پر چٹیں لگانے اور کتب کے نقل
دحمل میں محررین کی امداد کرنے کے لئے دو فراش ہیں غرضکہ کتب خانہ کے جملہ اور مختلف النوع خدمات کی انجام د
پر پانچ افراد کا عملہ مامور ہے اور ان ہی میں سے ایک راقم السطور بھی ہے۔ عملہ کتب خانہ کی تنخواہیں۔ صرف
روپیہ ماہانہ ہے۔

عملہ کتب خانہ کی خدمات پر تبصرہ کرنا چونکہ اپنی اور اپنے رفقار کار کی خودستائی کے مرادف سمجھا جا
اس لئے میں اس پر کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

مذکورہ عملہ کے علاوہ ایک مستقل جلد ساز بھی ہے جو کتب کی تجلید اور قابل مرمت کتابوں کو درست ک
ہے، یہ کام اجرت پر کرایا جاتا ہے۔

کتب خانہ کے خصوصی مخطوطات کتب خانہ دار العلوم کے اس اجمالی تعارف کے بعد کتب خانہ کے کسی
خصوصی مخطوطات کو متعارف کرانا چاہتا ہوں۔

اس سلسلہ میں مناسب ہوگا کہ تبرکاً وتیمناً قرآن مجید کے نسخوں سے ابتدا کی جائے۔ کتب خانہ دار العل
میں قرآن مجید کے چودہ قلمی نسخے ہیں ان میں ہر ایک نسخہ علیحدہ علیحدہ اپنے مخصوص حالات وکیفیات رکھتا
ان میں سے چند پیش کرتا ہوں:-

۱) قرآن مجید: رسم الخط قدیم خط کوفی ہے۔ سنہ کتابت تحریر نہیں ہے۔ تاہم نسخہ کی مجموعی حالت، کاغذ کی ہری شکل وصورت وغیرہ باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت قدیم نسخہ ہے، مبصرین کا گمان ہے کہ یہ نسخہ پانچویں دی ہجری میں لکھا گیا ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ عہد تابعین (رضوان اللہ علیہم) کی یادگار ہے۔

کشمشی رنگ کی سیاہی (سیاہی انبہ) کی کتابت ہے، اعراب سُرخ روشنائی سے لگائے گئے ہیں ر غالباً بعد میں لگائے گئے ہیں۔

رکوع وسور کے امتیازات کو سُرخ روشنائی سے نمایاں کیا گیا ہے۔ فی صفحہ ۱۵ سطریں ہیں ½ ۹ × انچ حجم ہے۔ ۴۰۱ اوراق پر مشتمل ہے۔ کاغذ کی ساخت عربی اور رنگ سفید ہے۔ کاغذ کے دبیز ہونے کی وجہ سے سکا حجم زیادہ ہوگیا ہے۔ اس لئے دس دس پاروں کی تین جلدیں کردی گئی ہیں۔

۲) قرآن مجید مترجم: تحت المتن فارسی میں ترجمہ ہے، متن میں سیاہ روشنائی اور ترجمہ کے لئے سُرخ روشنائی ستعمال کی گئی ہے۔ ترجمہ جہاں تک تحقیق ہو سکا ہے میر سید شریف علی الجرجانی کا معلوم ہوتا ہے[1]۔

وسط ایشیا کے مشہور شہر مراغہ میں رجب ۹۶۵ھ میں لکھا گیا ہے کاتب کا نام عبدالرضا بن حاجی محمد جواد ہے۔ خط نہایت پاکیزہ اور عمدہ نسخ ہے۔ کاغذ نہایت باریک، سبک، سفید، صاف اور یکساں ہے۔ جس سے چلتا ہے کہ دسویں صدی ہجری تک کاغذ کی ساخت کس قدر ترقی کر چکی تھی۔

---

(۱) یہ وہی ترجمہ ہے جس کو آج کل شیخ سعدی کی جانب منسوب کیا جاتا ہے درآنحالیکہ شیخ کا قرآن مجید کا ترجمہ کرنا اُن کی کسی نیف سے معلوم نہیں ہوتا، حتیٰ کہ شیخ کے تذکرہ نگاروں میں سے بھی کسی نے شیخ کا قرآن کا ترجمہ کرنا ذکر نہیں کیا۔

شیخ سعدی کی جانب ترجمہ قرآن کے منسوب ومشہور ہونے کا واقعہ مفسر حقانی مولانا عبدالحق دہلوی نے یہ بیان ہے کہ:۔

"سید شریف جرجانی المتوفی ۸۱۶ھ نے بھی قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے، جس کو آجکل جہلا سعدی کا ترجمہ کہتے وہ دراصل شریف کا ترجمہ ہے۔ صاحب مطبع نے میرے سامنے رواج دینے کے لئے سعدی کی طرف منسوب کردیا ہے (البیان ص ۵)

تقطیع ½ ۱۱×۷ انچ کی ہے فی صفحہ ۸ سطریں ہیں، قلم نہایت جلی ہے۔ ۶۵۷ اوراق پر مشتمل ہے۔ اس نسخے میں چار رنگ کی سیاہی استعمال کی گئی ہے، سیاہ اور سُرخ تو کتابت کے لئے۔ سبز اور نیلی حواشی کے خطوط میں استعمال ہوئی ہے۔ ہر پارہ کے ربع، نصف اور ثلث کو حاشیہ پر سُرخ روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ حاشیہ پر جو خطوط کھینچے گئے ہیں وہ بھی نہایت باریک ہیں ختم قرآن پر عبارت ذیل مرقوم ہے:-

"این قرآن مجید در روز سہ شنبہ ماہ رجب المرجب ۹۶۵ھ بید اقل کمترین عبدالرضا خلف مرحوم حاجی غلام محمد مازندرانی نوشتہ شد"

اس عبارت کے نیچے دوسری عبارت تحریر ہے۔

"بید اقل کمترین عبدالرضا خلف حاجی محمد جواد فی شہر رجب المرجب ۹۸۴ھ"

(۳) پارہ اقترب الناس: تقطیع ½ ۸×½ ۱۳ انچ ہے فی صفحہ ۹ سطریں ہیں۔ خط نہایت پختہ اور اعلیٰ درجہ کا ہے۔ روشنائی سیاہ ہے۔ لوح اور جدول زریں ہیں۔ ۱۰۰۱ھ میں بعہد شہنشاہ اکبر اعظم شاہی کتب خانہ میں داخل ہوا ہے۔ تاریخ کتابت تحریر نہیں ہے۔ صریح لفظوں میں کاتب کا نام بھی تحریر نہیں ہے، لیکن جہاں تک قیاس کا تعلق ہے کہا جاسکتا ہے کہ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے فن خطاطی کے استاذ سید عبداللہ کا لکھا ہوا ہے چنانچہ سرورق پر جو عبارت لکھی ہوئی ہے اس سے اس کی تائید ہوتی ہے، عبارت یہ ہے:-

"جزو ہفتدہم اقترب بخط روشن محقق جلد سُرخ بجدول طلا آوردہ سید عبداللہ تباریخ بست وچہارم ماہ ذی الحجہ ۱۰۰۱ھ جمع کتاب خانہ عامرہ دوم"

اس عبارت کا خط بھی نسخ ہے، اور نہایت خوشخط ہے۔ کاغذ دبیز مٹیالے رنگ کا ہے۔ جدول سنہری، سیاہ، سُرخ اور نیلے رنگ کے خطوط کی بنائی گئی ہیں۔ ۲۳ اوراق ہیں۔

(۴) پارہ فمن اظلم: ۱۰۶۹ھ میں بعہد شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے شاہی کتب خانہ میں داخل ہوا ہو خط نہایت پاکیزہ اور عمدہ ہے۔ جدول اور لوح طلائی اور منقش ہیں۔ کاغذ پر افشاں بہ حیثیت مجموعی یہ مخطوطہ عہد مغلیہ کی

خطاطی کی بہترین یادگار ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نوع کی گرانمایہ کتب کی خطاطی، خوش نویسی اور تزئین میں اس درجہ اہتمام کیا جاتا تھا۔ اس پارہ میں جو کاغذ استعمال کیا گیا ہے وہ دبیز اور سخت ہے کاغذ کا رنگ کشمشی ہو، کتابت سیاہ روشنائی سے کی گئی ہے۔ کتابت میں ایک خاص اہتمام کیا گیا ہے وہ یہ کہ ہر صفحہ کی پہلی، درمیانی اور آخری سطریں قدرے جلی قلم سے لکھی گئی ہیں۔ سرورق پر ذیل کی عبارت بخط نسخ مرقوم ہے:-

شاہ ولایت پناہ

"جز فمن اظلم بخط دو قلمی جلد سُرخ و تُرنج در ذخیرۂ طلایابت فتح خاں مرحومی جمع کتاب خانہ بادشاہ عالمگیر سکندر اقبال سلیمان سریری خلد اللہ ملکہ و سلطانہٗ شدہ بتاریخ ۳۰ ماہ رمضان ۱۰۶۹ھ

لوح پر قدیم دستور کے مطابق نقاشی کی گئی ہے، جس میں سنہرا، گلابی، نیلا، سبز اور سیاہ رنگ استعمال کئے گئے ہیں۔ ۹ × ۴ انچ کی تقطیع ہے فی صفحہ ۱۱ سطریں ہیں اور ۱۱ ہی اوراق پر مشتمل ہے۔

(۵) **قرآن مجید بطرز حمائل**: سائز ۴ × ۷ انچ فی صفحہ ۱۸ سطریں ہیں۔ خط نہایت پاکیزہ اور عمدہ ہے۔ دہری منقش و زرین جدولیں ہیں۔ لوح پر اور وسط قرآن مجید میں کشمیری نقاشی کا نہایت اعلیٰ درجہ کا دیدہ زیب اہتمام کیا گیا ہے، جو اپنی آب و تاب کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نقاش نے ابھی بنا کر ختم کیا ہے۔

کتابت سیاہ روشنائی کی ہے۔ آیات کے خلا میں سنہرا رنگ بھرا گیا ہے۔ ۲۹۳ ورق یا ۵۸۶ صفحات ہیں سنہ کتابت اور کاتب کا نام مرقوم نہیں ہے، تاہم معلوم ہوتا ہے کہ پرانی چیز ہے اور غالباً دسویں صدی ہجری کی قابل قدر یادگار اور فنی شاہکار ہے۔

کاغذ کا رنگ سفید ہے اور نہایت عمدہ، باریک، سُبک، صاف اور یکساں ہے۔

(ناتمام)